# بیاضِ غمگین

امت الحسین امام
بنت
راجہ محمد امیر احمد خاں مرحوم
والیٔ محمود آباد
(اودھ)

نام کتاب ——— بیاضِ غمگین

مصنف ——— اُمَّتَ الحسین امام بنت راجہ محمد امیر خاں مرحوم والی محمود آباد (اودھ)

اشاعتِ اوّل ——— دسمبر ۱۹۹۵ء

تعداد ——— ایک ہزار

کتابت ——— طاہر نقوی

قیمت:-

۳۰ روپیہ

طابع

نیو مجاز پریس

۷۔ تاج مارکیٹ، بوہرہ پیر رنچھوڑ لائن کراچی

ملنے کا پتہ

بزمِ آمنہ پبلیکیشن




# فہرست


| نمبر شمار | عنوان | صفحہ نمبر |
|---|---|---|
| ۱ | پیش گفت | ۴ |
| ۲ | ایک تعارف | ۷ |
| ۳ | تبصرہ | ۹ |
| ۴ | بانو نے کہا آؤ میں قرباں علیؑ اصغرؑ | ۱۱ |
| ۵ | یوں سکینہ کو بانو پکاری شام غربت ہے روؤ نہ واری | ۱۴ |
| ۶ | بانو مقتل میں رو رو پکاری جاگو اٹھو چلو گھر کو اکبرؑ | ۱۶ |
| ۷ | ماں یہ کہتی تھی تری پیاس کے واری اصغرؑ | ۱۸ |
| ۸ | شہ کہتے تھے عباس کے لاشے پہ یہ رو کر، اے جانِ برادر | ۲۰ |
| ۹ | بانو کہتی تھیں مقتل میں رو کر سونا جنگل ہے رات اندھیری | ۲۱ |
| ۱۰ | کہتی تھی بانو لاش پسر پر اے مرے اکبرؑ ماں ترے واری | ۲۲ |
| ۱۱ | یہی کہتی تھیں صغرا رو رو کے مرے بابا کہاں تم جا کے بسے | ۲۴ |
| ۱۲ | رو رو کہتی تھیں ماں غم کی ماری شاہ یثرب کی پیاری سکینہ | ۲۶ |
| ۱۳ | کرتی تھیں فاطمہ یہ بین، اے مرے تشنہ لب حسینؑ | ۲۷ |
| ۱۴ | بانو کہتی تھیں مقتل میں رو کر جاگو جانی اٹھو میرے اصغرؑ | ۲۹ |
| ۱۵ | کرتی تھیں بانو بیاں، اے مرے کڑیل جواں | ۳۱ |
| ۱۶ | کہتی تھیں زینبؑ کسے پکاروں، اٹھو حسینا، ملنے ہوں آئی | ۳۳ |
| ۱۷ | "سواری" جو قتلگہ میں حرم آئے بیکس و مضطر | ۳۵ |
| ۱۸ | "سواری" ہوا شہید جو ہمشکل مصطفیٰ رن میں | ۳۸ |

# پیش گفت

نوحے اور مرثیے میرے خاندان میں تقریباً پانچ پشتوں سے کہے گئے ہیں۔

جہاں تک میرا تعلق ہے میں نے بھی اسی ماحول میں آنکھ کھولی اور پرورش پائی۔

پہلا نوحہ میں نے ۱۹۴۶ء میں کہا تھا جس پر مولانا سید ظفر مہدی صاحب اعلی اللہ مقامہ المتخلص بہ گہرؔ (برادر خطیب اعظم مولانا سید سبط حسن صاحب قبلہ اعلی اللہ مقامہ) نے اصلاح فرمائی تھی۔ موصوف میرے والد اور چچا کے استاد تھے اور مجھے بھی فارسی کی تعلیم دی تھی۔

مولانا مرحوم کے ارشاد کے مطابق میں نے اپنا تخلص غمگینؔ رکھا۔

میرے والد مرحوم (راجہ محمد امیر احمد خاں اعلی اللہ مقامہ المتخلص بہ محبوبؔ و بحرؔ والی ریاست محمود آباد) نے جب میرا ذوق و شوق دیکھا تو ایک مصرع نوحہ کا عنایت فرمایا کہ میں نوحہ مکمل کروں۔ میں نے نوحہ کہہ کر ان کی خدمت میں پیش کیا اور بعض جگہ موصوف



نے اصلاح فرمائی

مصرع یہ ہے

ع "ماں یہ کہتی تھی تری پیاس کے واری اصغر"

یہ واقعہ ۱۹۴۸ء کا ہے۔ اس وقت میری عمر سولہ سال تھی۔

اس کے بعد میں نے کئی نوحے کہے اور ۱۹۵۱ء میں اپنے عم محترم مہاراجکمار محمد امیر حیدر خاں دام ظلہ العالی المتخلص بہ حبؔ و مسحورؔ سے اصلاح لی۔

۱۹۵۰ء میں میری شادی سید محمد امیر امام حرؔ (نبیرہ سر سید علی امام مرحوم و مولوی سید امداد مرحوم اعلی اللہ مقامہ) سے ہوئی۔ ایک سال ہندوستان میں رہنے کے بعد ۱۹۵۲ء سے عراق جانا ہوا۔ وہاں پانچ سال قیام رہا اور چونکہ میرے والد وہاں مقیم تھے اسی وجہ سے میرے شوہر سید محمد امیر امام حرؔ کیمبرج (انگلستان) سے اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے عراق آگئے۔ اس تمام مدت میں جو نوحے میں نے کہے ان پر میرے شوہر نے اصلاح دی۔

۱۹۵۷ء میں ہم لوگ کراچی (پاکستان) آئے یہاں میں نے دو "سواری" کہیں جن پر میرے شوہر نے اصلاح دی۔

کراچی کے دوران قیام میں جب بھی نوحے کہے تو یا اپنے عم محترم کی خدمت میں بغرض اصلاح پیش کئے اور

یا اپنے شوہر سے اصلاح لی۔

میری والدہ مدظلہا (رانی کنیز عابد صاحب آف بلہرہ و محمود آباد) نے مجھے فرمایا کہ "تم سب نوحے دیدو تاکہ میں طبع کرادوں"

چنانچہ ان کے حکم اور ہمت افزائی سے یہ چند نوحے پیش خدمت ہیں۔

یہ بتانا بہت ضروری ہے کہ میری والدہ مدظلہا نے جب میں نو سال کی تھی اسی وقت سے مرثیہ پڑھنے نوحے پڑھنے اور قصیدے پڑھنے کی طرف بہت توجہ دلائی اور شوق دلایا لہٰذا جو کچھ میں نے کہا وہ والدہ مدظلہا کی تشویق کا نتیجہ ہے۔

امتہ الحسین امام (محمود آباد)



# ایک تعارف

یہ "تعارف" لکھنے بیٹھ تو گئی ہوں مگر کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا لکھوں اور کیسے لکھوں۔ مطلب یہ نہیں ہے کہ کچھ کہنے کو نہیں ہے بات صرف اتنی سی ہے کہ کچھ کہنا" سورج کو چراغ دکھانا ہے" اور میں خود کو اس کا اہل نہیں سمجھتی۔ صاحب بیاض" بٹیا صاحب" (امت الحسن امام صاحبہ) سے میری ملاقات اس وقت ہوئی جب میری عمر غالباً دس یا گیارہ سال ہوگی۔ اور بٹیا صاحب مجھ سے تین سال چھوٹی تو میری والدہ مرحومہ مجھے پہلی مرتبہ محمود آباد ہاوز (قیصر باغ لکھنؤ) لے گئیں اور جس چیز نے مجھے سب سے زیادہ متاثر کیا وہ رہائش گاہ کی شان و شوکت نہیں بلکہ وہاں کا ماحول تھا۔ بزرگوں کے بارعب مگر پُرشفقت انداز کا تو ذکر کیا ہر چھوٹا بڑا تہذیب کا نمونہ تھا۔ میں نے اپنی عمر کا ذکر کرنا اس لئے ضروری سمجھا کہ اُس سن میں ذہن پر جو نقوش قائم ہوتے ہیں اُن کی بھی اپنی ایک تاثیر ہوتی ہے جس زمانے کی میں بات کر رہی ہوں اُس وقت شرفاء کی بیٹیوں کا آزادانہ طور پر باہر آنا جانا معیوب سمجھا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ کسی کے گھر جانا بھی عام نہیں تھا" اب" میری سمجھ میں آتا ہے کہ والدہ مرحومہ مجھے خاص طور پر" محمود آباد ہاؤز" کیوں لے گئیں۔ وہ مجھے وہاں کے مہذب ماحول سے متعارف کرانا چاہتی تھیں۔ گویا یہ بھی تربیت کا ایک حصہ تھا اور اب حال

یہ ہے کہ میں اب تک اپنی بچیوں سے اِس گھرانے کا ذکر کرتی ہوں جس نے زمانے کے بہت انقلابات دیکھ ڈالے۔

بٹیا صاحب کی بیاض میری نظر سے گذری۔ جیسا کہ انھوں نے بتایا ان کے والدِ بزرگوار اُن کے عم محترم اور اُن کے شوہر کے بہت سے شہ پارے سلام اور مراثی کی صورت میں موجود ہیں۔ بٹیا صاحب کو تحت اللفظ کی ادائیگی پر بھی مہارت حاصل ہے اور ساتھ ہی ساتھ قصیدہ خوانی اور نوحہ خوانی پر بھی۔ فارسی زبان کے نوحے بھی ان کی زبانی سنے۔ اس زبان پر بھی اُن کو عبور حاصل ہے۔ یہاں میں ان کی چھوٹی ہمشیرہ بٹیا جان (رباب مہدی) صاحبہ کا ذکر بھی ضروری سمجھتی ہیں۔ وہ بھی ان خوبیوں کی مالک ہیں۔

میری یہ مختصر سی عرضداشت صرف میری اُسی عقیدت کا ثبوت ہے جو مجھے اس اعلیٰ خاندان سے ہے۔ جہاں تک ادبی طور پر کلام کا تجزیہ کرنا ہے اِس کے لئے میں خود میں اتنی قابلیت نہیں سمجھتی۔ مجھے یقین ہے کہ محترمہ شائستہ زیدی کا بیان اس پہلو پر سیر حاصل روشنی ڈال سکے گا۔

محترمہ:۔ رعنا کوثر زیدی



# تبصرہ

از محترمہ شائستہ زیدی
جنرل سیکریٹری
(بزم آمنہ) کراچی

مولا علیؑ نے فرمایا تھا" جو ہم اہلبیت سے محبت کرتا ہے اسے چاہیئے کہ فقر کو اپنی چادر بنالے" اور ایک شخص نے اس پر ایسے عمل کیا کہ یوں تو راجہ کہلائے لیکن فقر کو اپنا سرمایہ بنالیا۔ قوم پر بے دریغ سب کچھ لٹایا لیکن خود دفن ہونے کے لئے دو گز زمین بھی نہ ملی۔ وہ محلوں میں بھی فقیر بن کر رہے اور غریب الوطنی میں بھی یہ بے نیاز مرد قلندر اس دور کے ابوذر راجہ محمد امیر احمد خاں والی محمود آباد تھے۔

اس وقت میرے سامنے راجہ صاحب کی صاحبزادی امتہ الحسین امام صاحبہ یعنی بٹیا صاحب کا کلام موجود ہے مجموعہ نوحہ جات اور دو طویل نظموں پر مشتمل تھے جنہیں سواری کہا جاتا ہے۔ بٹیا صاحب نے عشق اہلبیت۔ درد۔ شائستگی اور احترام انسانیت کے جس ماحول میں تربیت پائی اس کی خوشبو اس کلام کے لہجے اور الفاظ میں بسی ہوئی ہے۔ ایک طرف شہدائے کربلا کا جذبہ قربانی ہے دوسری طرف انسانی رشتے ہیں اور انسانی رشتوں کی محبتیں ہیں۔ اس امتزاج نے ان اشعار کو ایسی کسک عطا کی ہے جو دلوں میں اترتی چلی جاتی ہے۔

کس دیس میں بستے ہو جو آتے نہیں گھر میں
اے ننھے مسافر مرے نادان علی اصغر

جنگل ہے ڈرو نا تمہیں نیند آئے گی کیونکر
راتوں کو نہ ہونا کبھی گریاں علی اصغر

شاعرہ خصوصاً خواتین کربلا کے کردار سے بہت متاثر ہیں یہی وجہ ہے کہ اس کلام میں اہلبیت اطہار کی خواتین کے جذبات کی ترجمانی کی گئی ہے۔ خصوصیت سے وہ نوحے جن میں شہداء کی ماؤں کے دکھ کی عکاسی کی گئی ہے بہت دلگداز ہیں غالباً ایک خاتون ہونے کی حیثیت سے وہ جانتی ہیں کہ دنیا میں سب سے بڑا دکھ اولاد کا دکھ ہوتا ہے۔ لیکن دکھ کے اس شدید احساس کے ساتھ اس واقعے میں جو عظیم سبق اور اخلاقی درس ہے اسے بھی کسی جگہ نظرانداز نہیں کیا۔

یوں سکینہ کو بانو پکاری شام غربت ہے رو نہ واری
تم تو صابر کی بیٹی ہو پیاری شام غربت ہے رو نہ واری
شکر سرمایہ ہے بندگی کا صبر شیوہ ہے آل نبی کا
تم کو زیبا نہیں آہ و زاری شام غربت ہے رو نہ واری

کراچی میں اردو زبان بھی ماحول کی دہشتی اور تشدد کا شکار ہو کر رہ گئی۔ کچھ نودولتی ثقافت نے زبان کا حلیہ بگاڑ دیا۔ یہ اشعار جس نرم اور میٹھی زبان میں کہے گئے ہیں وہ اب کراچی میں ہی نہیں بلکہ پاکستان میں ناپید ہے اودھ کی تہذیب کی شیرینی میں ڈوبی ہوئی یہ زبان اس آلودہ فضا میں پاک و پاکیزہ ہوا کے جھونکے کی حیثیت رکھتی ہے۔ خدا اس کلام کو شرف قبولیت بخشے اور بارگاہ معصومین سے اس کا بے حساب اجر عطا ہو۔

محترمہ شائستہ زیدی
جنرل سیکرٹری بزم آمنہ



# نوحہ

بانو نے کہا آؤ میں قرباں علی اصغر
ہوں دیر سے خیمے میں پریشاں علی اصغر

جنگل ہے ڈرو نا تمہیں نیند آئے گی کیونکر
راتوں کو نہ ہونا کبھی گریاں علی اصغر

مدت ہوئی دیکھا نہیں مضطر ہوں میں بیٹا
اب آؤ کہ جاتی ہے مری جان علی اصغر

کس درجہ میں بے چین ہوں جو آتے نہیں گھر میں
اے ننھے مسافر مرے نادان علی اصغر

گودی اب سے سونی ہے نہیں کوئی مرے پاس
افسوس ہوا گھر مرا ویران علی اصغر

خط آیا ہے صغرا کا لکھا اس میں ہے بیٹا
آؤ مرے بھائی ہوں پریشاں علی اصغر

گر جاتی میں تیرے سے واں جاؤ گے مارے
میں جانے نہ دیتی سوئے میداں علی اصغر

بستر پہ مجھے راتوں کو نیند آتی نہیں ہے
ہوتا ہے گماں یہ کہ ہو گریاں علی اصغر

روتی ہوں تڑپتی ہوں میں فرقت میں تمہاری
مجبور ہوں الفت سے مری جاں علی اصغر



جب چونکنا راتوں کو تم اس دشتِ بلا میں
اماں کو بلا لیجیو اس آن علی اصغر

محشر میں ہو غمگین سنے جب پرسشِ اعمال
تم کرنا سفارش مرے ناداں علی اصغر

# نوحہ

یوں سکینہ کو بانو پکاری شام غربت ہے رو ؤ نہ واری
تم تو صابر کی بیٹی ہو پیاری شام غربت ہے رو ؤ نہ واری

شکر سرمایہ ہے بندگی کا صبر شیوہ ہے آلِ نبیؐ کا
تم کو زیبا نہیں آہ و زاری شام غربت ہے رو ؤ نہ واری

بابا کہہ کر نہ ہر دم پکارو ہاتھ سینے پہ ہے ہے نہ مارو
لاش سرور کو ہے بیقراری شام غربت ہے رو ؤ نہ واری

جس پہ سوتی تھیں تم اے سکینہ آج گھائل ہے وہ شہ کا سینہ
سو رہو خاک پر میری پیاری شام غربت ہے رو ؤ نہ واری

کوئی والی نہ وارث ہے بیٹا لٹ گیا سارا کنبہ نبیؐ کا
جان اگر جائے بیٹی تمہاری شام غربت ہے رو ؤ نہ واری



کوکھ اجڑی ہے اکبر نہیں ہیں گود خالی ہے اصغر نہیں ہیں
آس ہے اب تمہیں سے ہماری شام غربت ہے رو ؤ نہ واری

کر چکیں یاد عمو کو جانی اب نہ آئے گا دریا سے پانی
اشک حسرت ہیں کاہے کو جاری شام غربت ہے رو ؤ نہ واری

چھین کر گوشوارے تمہارے ظالموں نے طمانچے ہیں مارے
زخمی کانوں سے ہے خون جاری شام غربت ہے رو ؤ نہ واری

گھر ہے تاراج خیمہ جلا ہے ریسماں سے بندھا یہ گلا ہے
صدقے غربت پہ مادر تمہاری شام غربت ہے رو ؤ نہ واری

شکوہ امت کا لب پر نہ لاؤ عرش اعظم نہ رو رو کے ہلاؤ
وہ کرو جو ہے منظور باری شام غربت ہے رو ؤ نہ واری

شوقِ زیارت ہے جلدی بلاؤ اپنا روضہ اے شہ مجھ کو دکھاؤ
عرض کرتی ہیں با آہ و زاری شام غربت ہے رو ؤ نہ واری

# نوحہ

بانو مقتل میں رو رو پکاری جاگو اٹھو چلو گھر کو اکبر
کب سے لاشے پہ کرتی ہوں زاری جاگو اٹھو چلو گھر کو اکبر

سونا جنگل ہے مقتل ڈرونا ہے نہ تکیہ نہ کوئی بچھونا
کیسی یہ نیند ہے تم پہ طاری جاگو اٹھو چلو گھر کو اکبر

چل کے پھوپھیوں کو دیدو دلاسہ کچھ کہو حال مادر سے بیٹا
زخم کیسا ہے سینہ پہ کاری جاگو اٹھو چلو گھر کو اکبر

ظلم افسوس کیسا ہوا ہے سارا کرتا لہو میں بھرا ہے
خون زخم جگر سے ہے جاری جاگو اٹھو چلو گھر کو اکبر

نامہ لایا ہے قاصد بہن کا سن لو پیغام اس خستہ تن کا
گھر میں صغرا کو ہے بیقراری جاگو اٹھو چلو گھر کو اکبر

یاں زمیں پر ہو بے چین بیٹا جلتی ریتی پہ ہوتی ہے ایذا
لے چلوں تمکو خیمے میں واری جاگو اٹھو چلو گھر کو اکبر



کوچ کرنے کا ساماں ہے آؤ محملوں میں حرم کو بٹھاؤ
پردہ رو رو کو منگاؤ سواری جاگو اٹھو چلو گھر کو اکبر

جب مدینے کو جاؤں گی یاں سے تمکو پوچھیں گے ہمسن تمہارے
کیا کہے گی یہ ماں غم کی ماری جاگو اٹھو چلو گھر کو اکبر

انگنا - ال گذارا نہ تم پہ ماں کو سہرا دکھایا نہ دلبر
مٹ گئیں حسرتیں سب ہماری جاگو اٹھو چلو گھر کو اکبر

یہ تو ختم رسل کا ہے سینہ ہم شبیہ رسول مدینہ
کیوں سناں اس پہ ظالم نے ماری جاگو اٹھو چلو گھر کو اکبر

اپنی غمگیں کی کرنا شفاعت اپنے جد سے بروز قیامت
بخشوا دو اسے تم پہ واری جاگو اٹھو چلو گھر کو اکبر

# نوحہ

ماں یہ کہتی تھیں تری پیاس کے واری اصغر
رن سے کس سمت گئی تیری سواری اصغر

منتظر کب سے کھڑی ہوں میں در خیمہ پر
رن سے پھر آئے گی کب تیری سواری اصغر

تیر مارا ابن کاہل نے تری گردن پر
خون سے بھر گئی پوشاک یہ ساری اصغر

تین دن تم پہ جو گزرے وہ کوئی کیا جانے
آب پیکاں سے بجھی پیاس تمہاری اصغر

تھا یہ ارماں کہ تری دودھ بڑھائی کرتی
مل گئی خاک میں حسرت یہ ہماری اصغر

لاش بے شیر کی آئی تو یہ بانو نے کہا
تجھ پہ صدقے ہو یہ مادر ترے واری اصغر



میری آغوش میں سونے کی تھی عادت تم کو
آگئی نیند لحد میں ترے واری اصغر

ہند سے اپنے محبوں کو بلا لو مولا
عرض غمگیں سے بصد گریہ و زاری اصغر

# نوحہ

شہ کہتے تھے عباس کے لاشے پہ یہ رو کر اے جان برادر
مرنے سے ترے ہو گئے ہم بیکس و بے پر اے جان برادر

ڈوبا ہے لہو میں ترے پیاسوں کا سفینہ روتی ہے سکینہ
سمجھاؤ اسے اے پسر ساقی کوثر اے جان برادر

شانے ہیں قلم تیروں سے مجروح ہے سینہ دشوار ہے جینا
سر چور ہوا گرز کی ضربت سے سراسر اے جان برادر

اس مہر و وفا پر ترے قربان ہو بھائی اے حق کے فدائی
پہلو میں تو ہے مشک علم سینے کے اوپر اے جان برادر

روئے گا زمانہ تری اس شان وفا پہ عباس دلاور
اے شیر جواں ابن علی ثانیٔ جعفر اے جان برادر

اس مشک کو دیکھ کے تو روئے گی سکینہ پیٹے گی یہ سینہ
لے جاؤں علم کیسے میں اب خیمے کے اندر اے جان برادر



# نوحہ

بانو کہتی تھیں مقتل میں رو کر سونا جنگل ہے رات اندھیری
منتظر تیری بیٹھی ہوں در پر سونا جنگل ہے رات اندھیری

تم کو اصغر کہاں سے میں پاؤں لوریاں دے کے کس کو سلاؤں
آ و گودی میں میری ہمک کر سونا جنگل ہے رات اندھیری

تم کو پانی پلانے کا وعدہ شہ سے بٹیا یہ میں نے لیا تھا
تیر مارے نہ کوئی گلے پر سونا جنگل ہے رات اندھیری

تھی اکیلے نہ سونے کی عادت میری گودی میں ملتی تھی راحت
ڈر کے رونا نہ مرقد میں دلبر سونا جنگل ہے رات اندھیری

جھٹکے پتوں کے قربان ماں سو جا تو جنگل ہے رات اندھیری
تین دن سے نہ پایا تھا پانی کسی نے تھی تیری تشنہ دہانی

پیاسا چہرہ وہ تیرا نظر میں ہوک اٹھتی ہے قلب وجگر میں
گورے گالوں پہ صدقے ہو مادر سونا جنگل ہے رات اندھیری
مجھکو میلوں میں جب تم نہ پانا پاس بابا کو اپنے بلانا
شمر کے سینے پہ سو رہنا جا کر سونا جنگل ہے رات اندھیری

# نوحہ

کہتی تھی بانو لاش پسر پر اے مرے اکبر ماں ترے واری
دل ہے نہایت سینے میں مضطر اے مرے اکبر ماں ترے واری

محنت میری ساری بھلائی کون سی بستی تم نے بسائی
داغ جدائی دے گئے دل پر اے مرے اکبر ماں ترے واری

تیری کہاں سے پاؤنگی خوشبو راتوں کو آنکھیں ڈھونڈیں گی ہر سو
چین نہیں اب ہوگا میسر اے مرے اکبر ماں ترے واری



رات ہوئی اور تم نہیں آتے در پہ ہوں بیٹھی آس لگائے
ہائے تمنا وائے مقدر اے مرے اکبر ماں ترے واری

میرے سہارے آنکھوں کے تارے گیسوؤں والے راج دلارے
نورِ نگاہ سبط پیمبر اے مرے اکبر ماں ترے واری

یاد ہے مجھکو تیرا وہ جانا اور تسلی ماں کو دلانا
بھولوں میں کیسے اے مرے دلبر اے مرے اکبر ماں ترے واری

دیس یہ کیسا سب کو ہے بھاتا جو بھی ہے جاتا پھر نہیں آتا
جنگل جنگل ڈھونڈے گی مادر اے مرے اکبر ماں ترے واری

# نوحہ

بہی کہتی تھیں صغرا رو رو کے مرے بابا کہاں تم جا کے بسے
کوئی ملنے کی صورت آئے نظر مرے بابا کہاں تم جا کے بسے

اگر آؤ تو قدموں سے آنکھیں ملوں اور حال دل اپنا تم سے کہوں
غم ہجر میں رہتی ہوں مضطر مرے بابا کہاں تم جا کے بسے

ہے کون سا دیس خدا جانے کہ نہ میری صدا تم تک پہونچے
میں پکار کے کہتی ہوں ہائے پدر مرے بابا کہاں تم جا کے بسے

گئے کون سے دیس کو اے بابا نہ پتہ تم نے اپنا بھیجا
کہاں قاصد بھیجوں خط لے کر مرے بابا کہاں تم جا کے بسے



نہ ہے شمع تمہاری تربت پر نہ ہے پھولوں کی چادر مرقد پر
ملے حکم تو آؤں میں لے کر مرے بابا کہاں تم جا کے بسے

کہو راتیں کیسی گذرتی ہیں میری آنکھیں تو اشکوں سے بھرتی ہیں
تمہیں نیند وہاں آتی کیونکر مرے بابا کہاں تم جا کے بسے

جو امید تھی وہ پامال ہوئی محراب عبادت ہے خالی
سنسان پڑا ہے سارا گھر مرے بابا کہاں تم جا کے بسے

گئے کون سی ساعت بہر سفر کہ دوبارہ نہ آنکھوں کو آئے نظر
نہ پھرے اکبر نہ پھرے اصغر مرے بابا کہاں تم جا کے بسے

# نوحہ

رورو کہتی تھیں ماں غم کی ماری شاہِ یثرب کی پیاری سکینہ
دے گئیں داغ مادر کو واری شاہ یثرب کی پیاری سکینہ

ماتم شہ میں وہ تیرا رونا اے عزادار شاہ مدینہ
کیسے بھولوں تری بے قراری شاہ یثرب کی پیاری سکینہ

جان سرور ذرا منہ سے بولو صدقے مادر ہو آنکھیں تو کھولو
نیند کیسی یہ ہے تم پہ طاری شاہ یثرب کی پیاری سکینہ

نیل بازو کا اب تک عیاں ہے خوں کانوں سے تیرے رواں ہے
صدقے غربت پہ مادر تمہاری شاہ یثرب کی پیاری سکینہ

ہے نہ ساماں مجھکو میسر دفن میت تری ہوگی کیونکر
کیا کرے ہائے ماں غم کی ماری شاہ یثرب کی پیاری سکینہ



# نوحہ

کرتی تھیں فاطمہ یہ بین اے مرے تشنہ لب حسین
ہائے نبیؐ کے دل کا چین اے مرے تشنہ لب حسین

سبط رسول مشرقین آہ علی کے نور عین
اے مرے تشنہ لب حسین اے مرے تشنہ لب حسین

سوئے ہو خاک پر اٹھو تن سے لہو میں تر اٹھو
اے مرے سیم بر اٹھو اے مرے تشنہ لب حسین

اے مرے نازنیں حسین اے مرے مہ جبیں حسین
ہائے مرے حسین حسین اے مرے تشنہ لب حسین

برچھی سے دل چھدا ہوا شان و شبیہ مصطفیٰ
باغ یہ کس کا لٹ گیا اے مرے تشنہ لب حسین

بازو قلم نگار تن شان و شبیہ بوالحسن
کس کا لٹ گیا چمن اے مرے تشنہ لب حسین

آہ یہ طفل بے زباں غنچۂ تازہ جناں
کھلتے ہی ہو گیا خزاں اے مرے تشنہ لب حسین

عابد خستہ تن کو دیکھ طوق کو اور رسن کو دیکھ
لٹتے ہوئے چمن کو دیکھ اے مرے تشنہ لب حسین

زینب غمزدہ مری بے کس سے دے فراری
بیٹھی ہے بے ردا مری اے مرے تشنہ لب حسین



# نوحہ

بانو کہتی تھیں مقتل میں رو کر جاگو جانی اٹھو میرے اصغر
تیرے لاشے کے قربان مادر جاگو جانی اٹھو میرے اصغر

تم شبیہ شہ قل کفیٰ تھے تم تو آل رسول خدا تھے
رحم قاتل کو آیا نہ تم پر جاگو جانی اٹھو میرے اصغر

اٹھ کے دیکھو ذرا ماں کے دل کو تم جو آؤ قرار آئے مجھکو
حال میرا پریشاں ہے مضطر جاگو جانی اٹھو میرے اصغر

یاد آتا ہے تیرا وہ ہنستا ماں کی گودی میں آکر ہمکنا
دل سے باتیں میں کرتی ہوں اکثر جاگو جانی اٹھو میرے اصغر

پیاس سے اشک آنکھوں میں بھرنا دونوں ہاتھوں سے دل کو ملنا
بے قراری پہ صدقے ہو مادر جاگو جانی اٹھو میرے اصغر

ساتویں سے محرم کی اصغر تم کو پانی نہ آیا میسر
تیر ظالم نے مارا گلے پر جاگو جانی اٹھو میرے اصغر

شہ کی آغوش میں جا کے بیٹا تم نے وعدہ کیا پورا اپنا
سو گئے چین سے تیر کھا کر جاگو جانی اٹھو میرے اصغر



# نوحہ

کرتی تھیں بانو بیاں اے مرے کڑیل جواں
تم کو میں ڈھونڈھوں کہاں اے مرے کڑیل جواں

نازوں کے پالے مرے چاہنے والے مرے
اکبر شیریں بیاں اے مرے کڑیل جواں

نامہ بہن کا پڑھو خط ہی ذرا دیکھ لو
لکھے ہیں کیا کیا بیاں اے مرے کڑیل جواں

نیند یہ کیسی تری شکل و شبیہ نبی
آگیا وقت اذاں اے مرے کڑیل جواں

زخم جگر پر لگا ہاتھ ہے ہاتھ ہے اس پہ دھرا
خون ہے تیرے رواں اے مرے کڑیل جواں

آنکھیں تو کھولو ذرا منھ سے تو بولو ذرا
کب سے جگاتی ہے ماں اے مرے کڑیل جواں

داغ مجھے دے گئے چین مرا لے گئے
ٹھوکریں کھاتی ہے ماں اے مرے کڑیل جواں

لاشہ اکبر پہ ماں کرتی تھیں غمگیں فغاں
اے مرے اکبر جواں اے مرے کڑیل جواں



# نوحہ

کہتی تھیں زینب کیسے پکاروں اٹھو حسینا ملنے ہوں آئی
زخم ہیں کاری کیسے جگاؤں اٹھو حسینا ملنے ہوں آئی

کوئی نہیں ہے پوچھنے والا کوئی نہیں ہے میرا سہارا
اپنی کہانی کس کو سناؤں اٹھو حسینا ملنے ہوں آئی

کربل بن میں آئی تباہی ہو گئی مجھ سے تم سے جدائی
دل کو میں اپنے کیسے سنبھالوں اٹھو حسینا ملنے ہوں آئی

زخم ہیں کھائے خون میں نہلائے چین سے سوتے ہو ماجائے
گر ہو خفا میں تمکو مناؤں اٹھو حسینا ملنے ہوں آئی

بعد تمہارے خیمے جلائے اور ہمارے درّے لگائے
درد مصیبت کس کو سناؤں اٹھو حسینا ملنے ہوں آئی

اکبر و اصغر سب ہی سدہارے آنکھوں کے تارے راج والے
ان کو کہاں سے ڈھونڈھ کے لاؤں اٹھو حسینا ملنے ہوں آئی

گود کے پالے میرے سہارے عون و محمد نازوں کے پالے
بچوں کو اپنے کیسے میں پاؤں اٹھو حسینا ملنے ہوں آئی



# سواری

جو قتلگہ میں حرم آئے بیکس و مضطر
تو لاشِ شہ پہ کیا نالہ اور کہا رو کر
حسین تمکو کہاں ڈھونڈھے جا کے یہ خواہر
ملا نہ پانی تمہیں مر گئے شہ بے سر
حسین جان و دل فاطمہ سلام علیک
شہید خنجر ظلم و جفا سلام علیک

صدا یہ لاشے سے آئی کہ آؤ اے زینب
ستائی راہ جفا کی سناؤ اے زینب
کٹیں یہ منزلیں کیسی بتاؤ اے زینب
نشان بازو کا اپنے دکھاؤ اے زینب
حسین جان و دل فاطمہ سلام علیک
شہید خنجر ظلم و جفا سلام علیک

جفائیں راہ کی اب ہوں بیان اے زینب
سکینہ کیسی ہے بابا کی جان اے زینب
نہ رونے پائی مجھے ایک آن اے زینب
رہ خدا کے ہیں یہ امتحان اے زینب
حسین جان و دل فاطمہ سلام علیک
شہید خنجر ظلم و جفا سلام علیک

کہا بہن نے صدا پھر سنا دو زینب کو
کہاں ہے لاش تمہاری بتا دو زینب کو
اندھیرا چھایا ہے مقتل دکھا دو زینب کو
حسین سوتے ہو جس جا بتا دو زینب کو

حسین جان و دل فاطمہ سلام علیک
شہید خنجر ظلم و جفا سلام علیک

بیان کیا کرے تم سے یہ زینب مضطر
سکینہ روتی تھی جس وقت کہہ کے ہائے پدر
دلاسا ماں یہی دیتی تھی گود میں لے کر
حسین آتے ہیں اب سوؤ میرے زانو پر

حسین جان و دل فاطمہ سلام علیک
شہید خنجر ظلم و جفا سلام علیک

سناؤں ایسی کہانی کہ تمکو نیند آئے
کہوں میں اپنی زبانی کہ تمکو نیند آئے
حسین کی ہو نشانی کہ تمکو نیند آئے
پلا دوں تھوڑا سا پانی کہ تمکو نیند آئے

حسین جان و دل فاطمہ سلام علیک
شہید خنجر ظلم و جفا سلام علیک

تمہارے رونے سے بی بی ملال ہوتا ہے
عجیب دل کا مرے اب یہ حال ہوتا ہے
جگر میں درد ہے اور جی نڈھال ہوتا ہے



تمہارے بھائی کا ہر دم خیال ہوتا ہے

حسین جان و دل فاطمہ سلام علیک
شہید خنجر ظلم و جفا سلام علیک

یہ کربلا کا بیاباں ہے رات بھی کالی
لحد میں سو گیا ہے شیر گود ہے خالی
نہ کوئی پوچھنے والا ہے مر گئے والی
جفا یہ کیسی زمانے نے آل پر ڈالی

حسین جان و دل فاطمہ سلام علیک
شہید خنجر ظلم و جفا سلام علیک

نظر میں پھرتی ہے اصغر کی چاند سی صورت
تھا زخم تیر جو کاری تو کر گئے رحلت
نہ نکلی مادر غمدیدہ کی کوئی حسرت
لگا دوں آنکھوں سے اپنے ملے اگر تربت

حسین جان و دل فاطمہ سلام علیک
شہید خنجر ظلم و جفا سلام علیک

لحد میں ڈر کے نہ رونا یہ ماں ترے واری
گلے کا درد ہے کیسا یہ ماں ترے واری
ہے زخم تیر کی ایذا یہ ماں ترے واری
گیا جہاں سے تو پیاسا یہ ماں ترے واری

حسین جان و دل فاطمہ سلام علیک
شہید خنجر ظلم و جفا سلام علیک

# سواری

ہوا شہید جو ہمشکل مصطفیٰ رن میں
زمانہ تیرہ و تاریک ہو گیا رن میں
قضا نے چھین لیا شہ کا دلربا رن میں
کہا یہ شاہ نے جس دم سنی صدا رن میں

مرے جواں مرے کڑیل جواں علی اکبر
جری و صفدر و تشنہ دہاں علی اکبر

جگر کو تھامے ہوئے رن کو جاتے تھے سرور
کبھی تو لڑتے تھے گہہ زخم کھاتے تھے سرور
پسر کی لاش کو لیکن نہ پاتے تھے سرور
ہٹا کے فوج کو نزدیک آتے تھے سرور

مرے جواں مرے کڑیل جواں علی اکبر
جری و صفدر و تشنہ دہاں علی اکبر

پہونچ کے لاش پسر پر حسین نے یہ کہا
مرے شہید جفا تم پہ ہو یہ باپ فدا
اندھیرا چھایا ہے تم سے میں کیا کہوں بیٹا
لہو میں غرق پسر خاک پر نظر آیا

مرے جواں مرے کڑیل جواں علی اکبر
جری و صفدر و تشنہ دہاں علی اکبر



تمہاری ماں کو بڑا انتظار ہے بیٹا
تمہارے غم میں وہ سینہ فگار ہے بیٹا
ہوئی ہے دیر تو ماں بے قرار ہے بیٹا
ہے دل میں درد بہت دل فگار ہے بیٹا

مرے جواں مرے کڑیل جواں علی اکبر
جری و صفدر و تشنہ دہاں علی اکبر

پسر کی لاش کو لیکر چلے امام حسینؑ
لگائے سینہ سے لاشہ تھے سرور کونین
جو زخم دل پہ نگہ پڑتی ہوتے تھے بے چین
قدم قدم پہ یہ نالے تھے دل خراش یہ بین

مرے جواں مرے کڑیل جواں علی اکبر
جری و صفدر و تشنہ دہاں علی اکبر

شہید و تشنہ دہن اے مرے جواں اکبر
پکارو باپ کو اے میرے تن کی جاں اکبر
تمہارے سینے پہ برچھی لگی کہاں اکبر
خبر یہ سنکے جئے گی نہ تیری ماں اکبر

مرے جواں مرے کڑیل جواں علی اکبر
جری و صفدر و تشنہ دہاں علی اکبر

کوئی یہ خیمے میں کہدے کہ لاش آتی ہے
جواں کی لاش ہے صد پاش پاش آتی ہے
صدا یہ بانو کی اب دل خراش آتی ہے
بچھا دو مسند آخر کہ لاش آتی ہے

مرے جواں مرے کڑیل جواں علی اکبر
جری و صفدر و تشنہ وہاں علی اکبر

لٹایا لاشہ اکبر کو شہ نے لے جا کر
حرم نے پیٹا سر و سینہ اور کہا رو کر
نہ آیا راس تجھے انگنا مرے دلبر
نظر لگی تجھے کس کی مرے شہید پسر

مرے جواں مرے کڑیل جواں علی اکبر
جری و صفدر و تشنہ وہاں علی اکبر

فلک نے لاشہ کڑیل جواں دکھایا ہے
بڑا ستم کیا اعدا نے جو ستایا ہے
دکھے دلوں پہ ہمارے ملال چھایا ہے
وطن سے قاصد صغرا لفافہ لایا ہے

مرے جواں مرے کڑیل جواں علی اکبر
جری و صفدر و تشنہ وہاں علی اکبر

شبیہ مصطفیٰ میرا سلام ہو تم پر
قتیل ماریہ میرا سلام ہو تم پر
ذبیح نینوا میرا سلام ہو تم پر
شہید کربلا میرا سلام ہو تم پر

مرے جواں مرے کڑیل جواں علی اکبر
جری و صفدر و تشنہ وہاں علی اکبر